بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۲ | اتوار ۱۸ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ ہجری ۲۸ ظہور ۱۳۶۲ ہش ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۹۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ نمبر ۳۹

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کیلئے

خصوصی درخواستِ دعا

۲۳ اگست ۱۹۸۳ء کی شام کو حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی موجودہ بیماری شروع ہوئی اور معدہ میں سے خون ضائع ہونے کی علامات ظاہر ہوئیں جسکی وجہ سے خون کی کمی۔ شدید کمزوری اور آنتوں کی کارکردگی میں نقص پیدا ہوگیا۔ یہ کیفیت اگلے دن بھی جاری رہی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خون کا اخراج تو رک گیا لیکن وہ کمزوری جو اوّلاً خون کے ضائع ہونے کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہے وہ بدستور جاری ہے۔ اس کے علاوہ شانے میں شدید درد وقتاً فوقتاً ہوتا ہے جسکی وجہ سے رات کو بے خوابی اور دن کو بے چینی رہتی ہے۔ معدہ کی تکلیف کی وجہ سے درد کو کنٹرول کرنیوالی ایلوپیتھک ادویات نہایت احتیاط سے دینی پڑتی ہیں

(باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

یہ ایک اٹل اور ازلی ابدی قانون ہے کہ نیکیاں لازمی طور پر بدیوں کو دور کر دیتی ہیں

نیکیاں ایک مثبت طاقت ہیں وہ بدیوں کی منفی طاقتوں کو مٹا دیا کرتی ہیں۔ جبتک نیکیاں موجود ہوں بدی کی مجال نہیں کہ وہ راہ پائے

احمدی پھر اس دور میں داخل ہوئے ہیں جہاں حسنات بدیوں کو دور کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ان حسنات سے بڑی قوت کے ساتھ چمٹے رہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو نیکی کی باتیں سنتی ہے اور ان پر جلد عمل کرتی ہے

آج سلسلہ کا ایک بہت ہی پیارا خادم اچانک ہم سے جدا ہوگیا۔ مولانا عبدالمالک خان صاحب ایک حادثہ میں وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۵ ظہور ۱۳۶۲ ہش مطابق ۵ اگست ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ :- مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب رکن صیغہ زود نویسی ربوہ۔

نوٹ :- یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل قرآنی آیات تلاوت کیں :-

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ فَلَوْلَا کَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ اُولُوْا بَقِیَّۃٍ یَّنْھَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْھُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِیْہِ وَکَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝

(سورۂ ھود آیت ۱۱۵ تا ۱۱۷)

اور پھر فرمایا :-

عبادت الٰہی کے مختلف مقاصد

ہیں اور مختلف فوائد انسان کو پہنچتے ہیں تعلق باللہ اسکا ایک پہلو اور تعلق بالعباد دوسرا پہلو ہے۔ نماز تعلق بالعباد میں سب سے بڑا فائدہ یہ دیتی ہے کہ معاشرہ میں خوبیاں پیدا کرتی اور برائیاں دور کرتی چلی جاتی ہے اور معاشرہ روز بروز پہلے سے بڑھکر دلکش، خوبصورت اور دلربا ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس مقصد کے پیش نظر بھی بڑی ذمہ داری سے نماز ادا کرو اس امید پر کہ تمہاری عبادتوں کے نتیجہ میں بالآخر تمہارا معاشرہ نہایت حسین اور جنت نما بن جائے۔ فرماتا ہے نماز کو دن کے دونوں کناروں پر کھڑا کرو۔ جسطرح حفاظت کے لئے فوجیں مقرر کی جاتی ہیں اس طرح کا نقشہ کھینچا ہے کہ نمازوں سے اپنے دن گھیر لو اور راتوں کو بھی اٹھو اور خدا کی عبادت کرو۔ کیوں؟ اس لئے کہ

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴، پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکیوں میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

نماز کے نتیجہ میں تعلق باللہ اور اُخروی فائدہ کے علاوہ اس دنیا میں بھی انسان کو جو نمایاں فائدہ پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ اُسمیں اور اس کے معاشرہ میں حسن پیدا ہونے لگ جاتا ہے اور بدیاں دور ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور یہ اٹل اور ازلی ابدی قانونِ قدرت ہے۔ اسمیں آپ کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے کہ حسنات سے بُرائیاں دور ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کا یہ طرزِ کلام دنیا کے عام تصور سے بالکل مختلف ہے یہ نتیجہ کہ حسنات برائیوں کو دور کرتی ہیں عام انسانی فہم نے جو نتیجے اخذ کئے ہیں یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کوتاہ نظر انسان عام طور پر غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ بدیاں زیادہ طاقتور اور نیکیاں کمزور ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ بدی اسمیں راہ پا گئی اور جوں جوں بدی داخل ہونا شروع ہوئی اس نے نیکی کو دھکیل کر باہر کرنا شروع کیا۔

قرآن کریم

حیرت انگیز عقل و دانش

کی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو انسانی فطرت کی غلطیوں کی اصلاح کیساتھ اس کے اخذ کئے ہوئے نتیجوں کی درستی کرتی ہے اور پھر اسکی صحیح راہنمائی بھی فرماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حسنات طاقتور ہیں اور بدیاں کمزور ہیں۔ وہ قومیں جن میں تم بدیاں دیکھتے ہو در اصل ان میں پہلے خوبیاں اور حسنات غائب ہونا شروع ہوئیں۔ چونکہ خلاء نہیں ہو سکتا اس لئے حسنات کے نہ ہونے کے نتیجہ میں لازماً بدیاں اس کی جگہ پہنچ جاتی ہیں۔ انسانی فطرت خلاء میں نہیں رہ سکتی۔ انسانی مزاج بغیر کسی چیز کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک نیکیاں موجود رہتی ہیں وہ حفاظت کرتی ہیں اور بدیوں کو اندر داخل نہیں ہونے دیتیں۔ بدیاں تو ایک منفی پہلو ہے جیسے روشنی کے مقابل پر اندھیرا ہے اگر روشنی نہیں ہوگی تو اندھیرے نے تو آنا ہی ہے۔

رُوحانی دنیا کی یہ سائنٹفک کتاب حیرت انگیز طور پر ایسی ایسی اصطلاحیں استعمال فرماتی ہے اور ایسے ایسے مضامین پر روشنی ڈالتی ہے کہ انسانی عقل وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ قرآنی نقطہ نگاہ کا علم ہو جانے کے بعد جب آپ تدبّر اور غور کریں تو آپ قرآنی بیانات کو حیرت انگیز طور پر سچا پائیں گے۔ پس یہ بنیادی بات ہے کہ نیکی ایک مثبت پہلو ہے اور بدی نیکی کے فقدان کا نام ہے۔ جُوں جُوں نیکی کم ہوگی بدی زیادہ ہونی شروع ہو جائے گی یہ ناممکن ہے کہ نیکی موجود ہو اور پھر بدی اندر داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر معاشرہ کی اصلاح چاہتے ہو تو نیکیوں میں سے سب سے اعلیٰ نیکی اختیار کرو، عبادات قائم کرو اور عبادات سے اپنے اوقات کو گھیر لو اور کوئی گنجائش بھی باقی نہ چھوڑو جہاں عبادت کا پہرہ نہ لگا ہو۔ عبادتیں جو حُسن تمہیں عطا کریں گی وہ تمہاری برائیوں کے دور کرنے کا ذمہ دار ہو جائے گا۔

یہ اُس کلام کا خلاصہ ہے جو مَیں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے۔

اگر آپ مزید غور کریں تو دو قسم کے نمازی نظر آئیں گے۔ ایک وہ جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اُن کے معاشرہ کی بدیاں دور نہیں ہو رہی ہوتیں اور دوسرے وہ جو جتنا خدا کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں اتنا ہی اُن میں پاک تبدیلیاں ہونے لگتی ہیں، اُن کی کایا پلٹ جاتی ہے، ان کے مزاج کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے، یہاں تک کہ اُن میں قوتِ جذب پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن کے قرب سے آپ لذّت محسوس کرتے ہیں، اُن کی صحبت میں آپ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں اور اُن سے کسی قسم کے شرّ کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ہاں یہ امید رہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی خیر کی بات اُن سے پہنچے گی۔ یہی وہ عابد ہیں جو

حقیقی اور سچی عبادت

کرتے ہیں اور جس کا ثبوت وہ ظاہری علامتیں ہیں جو اس دنیا میں ہی اُن میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ورنہ عبادت کے باوجود اگر بُرائیاں موجود رہیں تو لازماً وہ عبادتیں جھوٹی ہیں اور اُن میں کوئی رخنہ اور کمزوری پیدا ہو گئی ہے کیونکہ قرآن کریم واضح طور پر اعلان کر رہا ہے کہ عبادت حسنات میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی حسنہ ہے اور عبادت کے ہوتے ہوئے لازماً تمہاری بُرائیاں کم ہونی شروع ہو جانی چاہئیں، جیسے کسی برتن میں تیل ہو اور اس میں پانی ڈال دیا جائے تو وہ تیل کو دھکیلنا شروع کر دیتا ہے کیونکہ وہ زیادہ وزنی ہے اور اگر آپ برتن مکمل طور پر پانی سے بھر دیں تو پُورا تیل باہر نکل جائے گا۔

پس نیکیوں میں ایک وزن ہے اور باقی رہنے کی صلاحیت ہے، ان کے ہوتے ہوئے بُرائیوں کے مقدر میں لازماً فرار ہے۔ چنانچہ اسی لئے قرآن کریم مختلف پہلوؤں سے اس حقیقت کو کھولنے کے لئے مختلف طریق اختیار فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

"جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

(سورۃ بنی اسرآئیل آیت ۸۱)

حق اور حسنہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں فرماتا ہے کہ دیکھو حق آیا اور باطل بھاگ گیا یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی حق آئے اور پھر بھاگ جائے، یہ ناممکن ہے کیونکہ فرمایا اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا باطل کی فطرت میں حق کے مقابل پر بھاگنا ہے، اس کی ساخت ہی ایسی ہے کہ لازماً اُسے حق کے مقابل پر بھاگنا ہی بھاگنا ہے جس طرح روشنی کے مقابل پر اندھیرے کے لئے فرار کے سوا اور کچھ ممکن نہیں۔

قرآن کریم حسنہ اور حق کی جو تعریف بیان فرماتا ہے۔ وہ نہایت ہی

اعلیٰ درجہ کی ایک مثبت تعریف

ہے چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے:-

"فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۚ"

(سورۃ الرعد آیت ۱۷)

بدیاں اور بے معنی باتیں تو جھاگ کی طرح ہوا کرتی ہیں اُن میں کوئی وزن نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ وہ صفاتِ حسنہ جو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں اُن میں باقی رہنے کی صلاحیت موجود ہے۔ يَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہیں۔

قرآن کریم کے اس مضمون پر بعض سطحی نظر رکھنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے تو دنیا میں اس سے برعکس نظارہ دیکھا ہے، دنیا میں مختلف مذاہب آئے اور چلے گئے، ہر دفعہ جب وہ غالب آنے کے بعد پیچھے ہٹے اور وہ زمینیں جہاں ایک دفعہ انہیں غلبہ نصیب ہوا تھا اُن سے جاتی رہیں تو بدیوں نے پھر وہیں راہ پالی اور گویا بدیوں کا دوبارہ راج شروع ہو گیا، لہٰذا ہر نیکی کی لہر عارضی طور پر آتی ہے اور پھر چلی جاتی ہے اور اس دنیا میں مستقل طور پر بدیاں ہی بسیرا کرتی ہیں اور ڈیرہ ڈالتی ہیں۔ تاریخِ انسانی کے سرسری مطالعہ کی بناء پر سطحی نظر کا انسان کہتا ہے کہ پھر اس صورت میں "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ" کا کیا مفہوم ہوا جب کہ بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ اِنَّ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

السَّیِّاٰتِ یُذْھِبْنَ الْحَسَنٰتِ کہ بالآخر بدیوں نے ہی نیکیوں کو دھکیل کر باہر کیا ہے اور نیکیوں نے بدیوں کو نہیں دھکیلا۔

یہ مضمون دو طرح سے غلط ثابت ہوتا ہے اگرچہ سرسری نظر اور تاریخی مطالعہ میں تو بظاہر یہی حقیقت نظر آرہی ہے مگر قرآن کریم کا دعویٰ لازماً سچا ہے اور عقلِ انسانی کے عین مطابق ہے۔ اس صورتِ حال کا مزید تجزیہ کیا جائے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ قرآن کا دعویٰ ہی سچا ہے، ہمارے مشاہدہ نے ہی غلطی کی تھی۔

سب سے پہلی بات ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ نیکی نبوت کے آنے سے داخل ہوتی ہے اور بظاہر اتنی کمزور حالت میں کہ اگر بدی میں کچھ بھی وزن ہوتا تو ناممکن تھا کہ نیکی راہ پا جاتی یعنی غلبہ برقرار رکھنے کے تمام محرکات اور سامان بدی کے پاس ہوتے ہیں اور وہ معاشرہ کے انگ انگ میں رچ بس جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے نقشہ کھینچا

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم آیت ۴۱)

کہ دیکھو! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے وقت تشریف لائے کہ گویا نیکی کے لئے پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی خشکی میں نہ تری میں۔ بعض دفعہ ایک گند اتنا پھیل جاتا ہے کہ درحقیقت پاؤں رکھنے کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ تو قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مبعوث ہوئے جبکہ نیکی کے لئے ایک چپہ کی بھی گنجائش نہ تھی۔ ان حالات میں نیکی نے پھیلنا شروع کیا اور اس کی زمینیں بڑھنے لگیں اور بدی سمٹنے لگ گئی جبکہ وہ تمام ذرائع اور محرکات جو عرفِ عام میں غلبہ کے ذرائع کہلاتے ہیں اور جن کے نتیجہ میں تسلط ہو سکتا ہے وہ سارے نہ صرف بدی کو حاصل تھے بلکہ اُس نے نیکی کو مکمل طور پر باہر نکال دیا تھا۔ ایسی کمزور حالت میں نیکی کا نفوذ ہوا کہ اُس کے پنپنے کی بظاہر کوئی وجہ نہ تھی اور یہ غلبہ کسی فوج، گروہ یا کسی جبر کی تعلیم سے نہیں ہوا۔

اگر آپ ان واقعات اور شواہد کو جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں بدی کی تائید کر رہے تھے ایک کمپیوٹر میں ڈال دیں اور دوسری طرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور طرزِ عمل، اور یہ بھی ساتھ لکھ دیں کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ ہر دلعزیز تھا مگر اس دعویٰ کے بعد کہ میں نیکی کی تعلیم دوں گا اور نیکی کے زور سے بدی ختم کر دوں گا قوم میں سب سے زیادہ مغضوب ہو گیا، اُس کے اپنے عزیزوں نے اُسے چھوڑ دیا اور رشتہ داروں نے اُس سے مُنہ موڑ لیا، اُس کے تمام ساتھی اور مداح، سب پیچھے ہٹ گئے اور ساری دنیا میں بدی کامل طور پر غالب آگئی، کیا نتیجہ نکلنا چاہیئے؟ ہر بار کمپیوٹر یہ جواب دیگا کہ چونکہ نیکی شکست کھا چکی ہے اس لئے نیکی کے غالب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن اس کے برعکس کیا واقعہ ہوتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ:۔

"اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ط اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○" (الانبیاء آیت ۴۴)

یہ بیوقوف جو اپنے غلبہ پر اترا رہے ہیں اور بلند بانگ دعاوی کر رہے ہیں کہ ہماری طاقت کے مقابل پر اس نیکی کی کمزور حالت پنپ کس طرح سکتی ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ، یہ لوگ کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم ان کی زمین تنگ کرتے چلے جا رہے ہیں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین کو بڑھاتے چلے جا رہے ہیں، دن بدن ان کی زمینوں کے کنارے کٹ کٹ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین میں داخل ہو رہے ہیں اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ وہ کیسے غالب آجائیں گے جن کی زمینیں تنگ ہو رہی ہیں۔

پس نیکی اس وقت داخل ہوتی ہے جب کہ سارے odds یعنی انگریزی محاورہ کے مطابق تمام وہ محرکات جو مقابلہ میں فیصلہ کن ہوا کرتے ہیں وہ بدی کے حق میں ہوتے ہیں۔ قرآنی بیان کے مطابق ایک ہی چیز ہے جو نیکی کے حق میں ہوتی ہے اور وہ یہ

اٹل اور ازلی ابدی قانون

ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ کہ نیکیاں ایک مثبت طاقت ہیں منفی تصورات نہیں اور جب یہ مثبت طاقتیں داخل ہونا شروع ہوتی ہیں تو منفی طاقتیں لازماً وہاں سے ہٹنے لگ جاتی ہیں۔ پھر جب وہ قومیں جو اپنی مثبت طاقتوں کی حفاظت نہیں کرتیں وہ پہلے نیکیوں کو چھوڑنا شروع کرتی ہیں بعد میں بدیاں اُن میں راہ پا جاتی ہیں۔ جب تک نیکیاں موجود ہوں بدی کی مجال نہیں کہ وہ راہ پا جائے۔ ایک تو یہ نقطۂ نگاہ ہے۔ جب آپ اس کا تجزیہ کریں تو وہ فلسفیانہ خیال باطل نظر آتا ہے کہ ہمیشہ بدی غالب آئی ہے نیکی غالب نہیں آئی۔ دوسرا یہ کہ جب آپ تاریخ انسانی کا مطالعہ ایک گراف کی شکل میں کریں اس صورت میں کہ ہر تہذیب کے بعد اگلی تہذیب جب آئی تو اس کا کیا مقام تھا، اُس کے بعد اگلی تہذیب آئی تو اُس کا کیا مقام تھا، یہ دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے کہ بظاہر نیکیاں شکست کھا کر چلی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود ہر منزل پر کچھ باقی رہنے والی ایسی صلاحیتیں چھوڑ گئی ہیں جنہوں نے انسان کے اخلاقی معیار کو بلند تر کیا ہے نیچے نہیں گرایا۔

پتھر کے زمانہ کا انسان یا وہ جس نے بعد میں اس دنیا میں رہنا سہنا سیکھا اس وقت اس کی بہیمانہ حالتیں اتنی خطرناک تھیں کہ اس زمانہ کے مذہبی اور تہذیبی تصورات آج کل کے مقابل پر بہت زیادہ بہیمانہ ہیں۔ جب نبیوں نے انہیں تہذیب سکھائی تو نبیوں کے بعد رفتہ رفتہ وہ پھر بدیوں کی طرف مائل ہوئے لیکن پہلی حالت تک نہیں گرے۔ پھر آنے والی لہر انہیں پہلے سے بلند مقام پر چھوڑ گئی۔ چنانچہ آزادی اور انسانی حقوق کا جو آج تصور ہے اس کا عشرِ عشیر کیا اس کا ہزارواں حصہ بھی آج سے دو چار ہزار سال پہلے موجود نہیں تھا۔ بدی کے باوجود انسان پر بدی ویسی قدرت اختیار نہیں کر سکی ویسا قبضہ نہیں جما سکی جیسا اُسے پہلے حاصل تھا کیونکہ کچھ نہ کچھ نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں جو بدیوں کو اندر نہیں آنے دیتیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ

یونیورسٹی آف لندن

میں ایک عیسائی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ دیکھو! تم بڑے دعوے کرتے ہو کہ محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کایا پلٹ دی اور یہ کر دیا اور وہ کر دیا جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ چند سال بعد وہ حال ہوا ہے اور تمہاری آپس میں وہ لڑائیاں ہوئی ہیں کہ ساری اخوت جاتی رہی، تہذیب و تمدن کی ساری باتیں ختم ہو گئیں اور قصہ بن گئیں جنہیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اُچھالتے ہو اور ہم پر اپنی برتری ثابت کرتے ہو۔ وہاں کے لوگ اعتراض تو کرتے ہیں لیکن کچھ بحث نہیں ہوتے۔ اس سے میں نے کہا کہ تم نے صرف سطحی مطالعہ کیا ہے، تم مقابلہ کر رہے ہو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے زمانہ کا آپ کے بعد کے زمانہ سے۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے اور نہ ہونے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کوئی فرق نظر نہ آئے۔ آپؐ کی اتنی عظیم الشان روحانی قوت تھی، ایسا عظیم وجود تھا کہ گویا نیکیوں کا ایک عظیم الشان سورج طلوع ہو چکا تھا اس وجود کے ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق دکھائی نہ دے، یہ بات عقل کے خلاف ہے اور بیوقوفوں والا تصور ہے۔

پس آپ جو دعویٰ کر رہے ہیں اس کا حل یہ ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے زمانے کا آپؐ کے بعد کے زمانہ سے مقابلہ کر کے دیکھیں۔ جس وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں قدم رکھا تو عرب کی کیا حالت تھی اُسے اٹھایا اور بڑی بلندیاں عطا کیں، جب چھوڑ کر گئے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ دوبارہ وہ اپنے مقام سے گر گئے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کا معاشرہ اتنا نہیں گرا جتنا پہلے حالت تھی۔ بلکہ عرب کی پہلی حالت کے مقابل پر جب آپ دیکھتے ہیں تو وہ

اَوجِ ثریّا پر قدم

رکھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کہاں جاہل عرب اور کہاں اُمیہ کا دَور، کہاں جاہل عرب اور کہاں عباسیوں کا دَور۔ ہمیں وہ دَور اس لئے دکھ دیتا ہے کہ ہم اسے حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ پر رکھ کر دیکھتے ہیں تو وہ دَور داغ داغ نظر آتا ہے جس سے بڑی تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ عطا کیا وہ سب کچھ زائل نہیں ہوا، ہزاروں سال بھی اسے ضائع نہیں کر سکے۔ آج چودہ سو سال گذر چکے ہیں لیکن آج بھی مسلمانوں میں ایسی خوبیاں جاری ہیں کہ گرے پڑے بھی وہ باقی قوموں کے مقابل پر ان خوبیوں میں بہتر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عربوں میں بعض ایسی خوبیاں داخل کر گئے کہ آج وہ اسلام سے اگرچہ بہت دُور چلے گئے ہیں لیکن پھر بھی وہ خوبیاں ان کی حفاظت کر رہی ہیں۔ اور بعض معاملات میں تو مسلمان دوسروں کے مقابل پر نمایاں نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ظلم کرنے کی طاقت چھین لی ہے۔ بعض اوقات ایک مسلمان بظاہر ظلم کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اُسے ظلم تو نہیں کہا جا سکتا لیکن ہمیں وہ اس لئے ظلم نظر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کا معیار بہت بلند کر دیا ہے۔ کہاں ہندوؤں کا ظلم کہاں سکھوں کے مظالم اور کہاں ان قوموں کا حال جو ایک دوسرے پر ظلم کرتی ہیں اور کہاں وہ ظلم جسے ہم ظلم کہتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض ماننے والے اپنے ساتھیوں پر یا جن سے وہ روٹھ چکے ہوں کرتے ہیں جو ہمیں تو ظلم نظر آتا ہے لیکن دُنیا کی نظر میں اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہی احسان ہے کہ وہ حسنات جو آپؐ نے پیدا کی تھیں وہ کلیتہً غائب نہیں ہوئیں، جتنی رہی ہیں اس حد تک ان میں بدی داخل نہیں ہو سکی۔ اور نبوت کی ہر لہر جو دنیا میں آئی اس نے انسان کو پہلے سے بلند تر مقام پر چھوڑا ہے اور کچھ ایسی نیکیاں پیچھے چھوڑیں جن میں وزن تھا اور باقی رہنے والی تھیں اور بدیوں کو کبھی بھی ان پر یلغار کر کے پوری طرح مغلوب کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ یہ ہے

انسانی تہذیب کا ماحصل

کہ ہر تاریخی دَور اپنے سے بہتر دَور چھوڑ کر گیا اور پھر ہر آئندہ آنے والا دَور اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر گیا ہے۔ اس تمام تدریجی ترقی کا راز نبوت ہے۔ ہر دفعہ نبوت ہی کے ذریعہ انسان کی تعلیم و تربیت ہوئی ہے۔

پس آج بھی اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کا مضمون جاری ہے، آج بھی احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو حسنات عطا ہوئیں اور جن کے نتیجہ میں ہماری بدیاں دُور ہونی شروع ہوئیں یہ بھی نبوت ہی کی برکت ہے۔ ہم میں اور غیروں میں کیا فرق ہے؟ یہی تو فرق ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت سے وابستہ ہو چکے ہیں جب کہ بہت سے لوگ اس کا انکار کر چکے ہیں۔ ہم اس دَور میں داخل ہوئے ہیں جہاں حسنات بدیوں کو دُور کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کے ساتھ بڑی قوت سے چمٹے رہیں اور تاریخ انسانی سے سبق حاصل کریں۔ جب بھی آپ میں مثبت نیکیاں کم ہونی شروع ہو جائیں گی لازماً آپ میں بدیاں داخل ہونا شروع ہو جائیں گی اور جب بدیاں داخل ہو جائیں تو محض یہ تعلیم کہ بدیاں چھوڑ دو یہ کسی کام نہیں آئے گی۔ کبھی کوئی کسی کے کہنے سے بدیاں نہیں چھوڑا کرتا۔ ہاں اگر کوئی قوم نیکیاں اختیار کرے تو بدیاں خود بخود زائل ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ کا یہ معیار ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت بڑا احسان ہے کہ ایسے انسانوں کی ایک جماعت پیدا کر دی جو نیکی کی باتیں زیادہ سنتی ہے اور اس پر جلد عمل کرتی ہے اور بُرائیوں کے خلاف اُن میں ایک طبعی اور فطری بغاوت پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا منافقوں اور مخالفین جماعت کو بہت کوشش اور جد و جہد سے احمدیوں میں بُرائیاں داخل کرنی پڑتی ہیں۔ دفاع کی طاقت از خود پیدا ہو گئی ہے اور یہ دفاع کی طاقت نیکیوں کا طبعی نتیجہ ہے جب تک نیکیاں آپ میں رہیں گی دفاع کی طاقت بھی موجود رہے گی۔ جب نیکیاں ختم ہوں گی تو یہ دفاع کی طاقت بھی خود بخود ختم ہوتی چلی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

(رعد آیت ۱۱)

کہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نہ تو بدیاں پیدا کرتا ہے اور نہ اُنہیں یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی قوم میں راہ پا جائیں۔ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ قوموں کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں انہیں خدا تعالیٰ ہرگز تبدیل نہیں کیا کرتا یہاں تک کہ یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وہ خود تبدیل کر دیں اور جو اُنہیں حاصل ہوا ہے اسے چھوڑنا شروع کر دیں۔

پس

یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے

کہ آپ نیکی کی بات سُنتے اور اس پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کی برعکس صورت جب پیدا ہوتی ہے تو قومیں ہلاک ہو جایا کرتی ہیں جب قومیں تنزل کی حالت میں ہوتی ہیں تو صورت حال بالکل مختلف ہوتی ہے۔ وہ نیکی کی باتیں سُنتے ہیں اور عمل نہیں کرتے، بدی کی باتیں سُنتے ہیں اور دوڑ دوڑ کر عمل کرتے ہیں۔ پس اپنا یہ امتیاز قائم رکھیں۔

گذشتہ چند خطبات میں جو تحریکات کی گئی ہیں اور عبادت کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو دلائی گئی ہے اس سے متعلق مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا نمایاں اثر نظر آرہا ہے۔ لوگ بکثرت ربوہ کی مساجد میں آرہے ہیں اور بعض جگہ سے یہ اطلاع بھی ملی کہ مساجد بھر بھر کر چھلکنے لگ گئی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی پیاری تصویر ہے کہ یہاں کی مسجدیں چھلک رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس خوبی کو جاری رکھے اور قائم و دائم رکھے کہ جماعت احمدیہ نیکی کی باتیں سُنے اور اس پر عمل کرے۔ لیکن وقتاً فوقتاً اپنی نیکی آزماتے رہا کریں، کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا کریں کہ کہیں یہ سونے کی جگہ پیتل یا تانبا تو نہیں ہے۔ اس کی پہچان خدا تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ اگر نیکی اور عبادت سچی ہے تو تمہاری دوسری برائیاں دُور ہونی چاہئیں۔ محض نماز قائم کرنا یہ کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ از خود تمہارے اندر دوسری بُرائیاں کم نہ ہونی شروع ہو جائیں۔ جب وہ کم ہوں گی تب خدا کہے گا کہ ہاں واقعی تم عبادت کرتے ہو ورنہ نہیں۔

ہمارے معاشرہ میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں موجود ہیں جن سے بعض احمدی بھی متأثر ہو چکے ہیں۔ ان میں سے دو چیزوں کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ عبادت میں ترقی کریں اور کوشش اور جد و جہد اور دعا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ یہ بُرائیاں ہم سے دُور فرما دے۔ ایک اُن میں سے بیہودہ سرائی، لغو کلام اور گالی گلوچ سے اپنی زبان گندا کرنا ہے۔ معاشرہ اتنا گندا ہو چکا ہے کہ بچے ماں باپ کو اور ماں باپ بچوں کو ماں بہن کی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور بات بات پر بد دعائیں دیتے ہیں۔ اس قدر ظالمانہ معاشرہ ہے کہ زمیندار اپنے جانوروں کو جن پر اس کا گذارہ ہے موت کی دعائیں دیتا ہے اور وہ کمہار جس کا رزق گدھوں سے وابستہ ہے وہ ہر موڑ پر گدھے کو کہتا ہے کہ تو مر اور دفع ہو۔ جہاں ایسا گندا معاشرہ ہو چکا ہو وہاں جب تک آپ اپنے اندر بعض خوبیاں پیدا نہیں کریں گے یہ بُرائیاں آپ میں ضرور راہ پا جائیں گی۔

ذکرِ الٰہی زبان کو ناپاکی سے بچانے کے لئے متبادل خوبی ہے اس لئے

ذکر سے اپنے منہ کو معطر رکھیں

تو بدیاں گالی گلوچ فحش کلامی خود بخود دور ہونی شروع ہو جائے گی۔ محض آپ کسی کو کہیں کہ گالیاں نہ دو تو وہ اس بُری عادت کو نہیں چھوڑے گا۔ لہٰذا اسے ذکرِ الٰہی اور درود شریف کی طرف توجہ دلائیں۔ اُسے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے کی کوشش کیا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجا کرو اور سوچ سمجھ کر ایسا کیا کرو۔ جس شخص کو یہ عادت پڑنی شروع ہو جائے گی تو جس قدر یہ عادت راسخ ہو گی اسی قدر فحش کلامی کی عادت ختم ہوتی چلی جائے گی، کیونکہ زیادہ طاقت ور اور زیادہ مثبت قدر نے اس کی جگہ گھیر لی ہے۔

دوسرا امر گھروں میں بے وجہ جھگڑا کرنا، میاں بیوی کا تیز کلام کرنا ایک دوسرے کو طعنے دینا، خاوندوں کا یہ سمجھنا کہ ہم ایک لونڈی اٹھا لائے ہیں جو ہمارے ماں باپ کی بھی اسی طرح لونڈی ہے جس طرح ہماری ہے اور اس کی اپنی ذاتی کوئی حیثیت ہی نہیں اور نہ ہی اُس کے کوئی احساسات ہیں، اس کے ماں باپ کو گالی دے دی جائے تو یہ ہمارا حق ہے لیکن اگر وہ ہمارے ماں باپ کا احترام چھوڑنا تو درکنار ذرا سی بے اعتنائی بھی کرے تو ہمارا حق ہے کہ اُسے جوتیاں ماریں، گالیاں دیں اس کے ماں باپ کو کوسیں اور ذلیل و رسوا کر کے نکال دیں۔ معاشرہ کا یہ رجحان نہایت ہی ظالمانہ اور جہنم پیدا کرنے والا ہے اور یہ آپ کی تسکین کی جنتیں ختم کر دے گا۔ اس کے برعکس بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہمارا تو حق ہے کہ ہم بدکلامی کریں، شور ڈالیں، کسی کے ماں باپ کو گالیاں دیں مگر خاوند کا یہ حق نہیں کہ وہ بُرا منائے یا ہمارے ماں باپ کے متعلق کچھ کہے۔

پس اس صورت حال نے معاشرہ میں اتنے دکھ پیدا کئے ہوئے ہیں کہ جس گھر میں یہ واقعہ ہوتا ہے صرف وہیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ رشتہ داروں کے تعلقات کے نتیجہ میں اردگرد پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اور ایسا معاشرہ جس کی تعریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کے معاشرہ کے طور پر کی ہے اس میں تو یہ دُکھ اس تیزی سے ہر جگہ سرایت کرتا ہے کہ ہر گھر کا دکھ دوسرے گھر کا دکھ بن جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کی مثال تو ایک بدن کی سی ہے جس طرح پاؤں کی انگلی کے کنارے پر بھی ایک کانٹا چبھے تو سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک احمدی گھرانے میں بھی دکھ پہنچے گا تو جس جس احمدی کو علم ہوتا چلا جائے گا وہ دکھ محسوس کرنا شروع کر دے گا۔ تو بجائے اس کے کہ آپ کا طرزِ عمل معاشرہ میں جنت پیدا کرنے والا ہو آپ جہنم کیوں پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح آپ خود بھی دکھ اٹھاتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی دکھ کا سامان کرتے ہیں۔

میاں بیوی کا تعلق ایسا ہے کہ جب تک رہتے ہیں حُسنِ اخلاق سے رہنا چاہیئے۔ اگر حُسنِ اخلاق سے نہیں رہ سکتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کے ساتھ جدا ہو جاؤ لیکن جدائی میں بھی احسان کا پہلو مدّنظر رہے اور کوئی تلخی نہ پائی جائے۔

یہ ہے اسلامی معاشرہ

لیکن اس کے برعکس جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ماحول گندا ہو چکا ہے اور جماعت پر بھی ان باتوں کا بہت بُرا اثر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس بدی کو دور کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم نے اس کا بہت ہی پاکیزہ حل بیان فرمایا ہے اور ایک مثبت طاقت آپ کو عطا کی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں نکاح کا مضمون بیان کیا ہے وہاں فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (سورۃ نساء آیت ۲)

کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم مانگتے ہو اور اپنے لئے خیر طلب کرتے ہو وَالْأَرْحَامَ اور ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ رحموں کا حق ادا کرنا۔ اس میں انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اپنے ماں باپ کا حق تو تم ادا کرتے ہی ہو تنبیہہ کا خاص پہلو اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب دو رحموں کے رشتے آپس میں ہو رہے ہوتے ہیں، جب ایک کے ماں باپ کا تعلق اپنی بیٹی یا بیٹے کے ذریعہ دوسرے کے ماں باپ سے ہو رہا ہوتا ہے اور بیچ میں ایک سنگم پیدا ہو جاتا ہے، ایک ایسا مقام آجاتا ہے۔ جہاں میاں بیوی کے ماں باپ دونوں کے ماں باپ بن جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اس بات کا خیال رہے کہ اب تمہارے ارحام کے تعلقات وسیع ہو رہے ہیں۔ اگر تمہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم سے تعلق اور پیار ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تم سے رحمت کا سلوک کریں تو ان رحمی رشتوں کا خیال رکھنا اور کوشش کرنا کہ جس طرح اپنے ماں باپ سے پیار کرتے ہو اور خدمت کرتے ہو دوسرے کے ساتھ بھی کرو۔ یہ ایک ایسا مثبت نظریہ ہے کہ اگر دونوں میاں بیوی یہ کوشش کریں کہ اپنے ماں باپ سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم اپنے ماں باپ کی طرح ہی ایک دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں تو اس طرح دونوں میں ایثار پیدا ہو جائے گا، دونوں میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت پیدا ہو جائے گی اور بعض اوقات جو زیادتیاں ہو جاتی ہیں وہ بالکل پٹ جائیں گی، جہنم کی بجائے جنت بن جائے گی۔ لیکن اگر آپ عبادت تو کرتے رہیں مگر ان باتوں کا خیال نہ کریں اور معاشرہ میں گالی گلوچ ہو تو اس کے نتیجہ میں بدخلقی زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن اگر ذکر الٰہی کی عادت ہو تو آپ کو

ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا لحاظ

کرنے کی زیادہ توفیق ملے گی۔

پس یہ دونوں خوبیاں ایسی ہیں جن سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے اس لئے آپ ذکر الٰہی پر بہت زور دیں، نماز، ذکر الٰہی اور درود شریف سے اپنی زبان اور اپنے دل کو تر رکھیں تو پھر جب کبھی آپ عادتاً فحش کلامی کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کا نفس آپ کو جھنجھوڑے گا اور متوجہ کرے گا کہ بھئی تم کیسے انسان ہو کہ دودھ کے لئے بھی وہی برتن اور پیشاب کے لئے بھی وہی۔ کھانے کے لئے بھی وہی اور گندگی کے لئے بھی وہی برتن استعمال کرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔ ذکر الٰہی سے دل و جان معطر کرتے کرتے اس میں ایسا گند ڈال دیتے ہو کیا اس منہ کو جس پہ محمد رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم اور خدا تعالےٰ کا نام چل رہا ہو یہ گند زیب دیتا ہے؟ آپ کا نفس ہی آپ کو توجہ دلائے گا اور رفتہ رفتہ آپ پاکیزگی کے ایک لامتناہی سفر کی طرف رواں دواں ہو جائیں گے اور جب آپ

اللہ تعالےٰ کی خاطر ایثار

کریں گے اور اس کی خاطر دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں گے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دوسرا فریق آپ کے والدین کا پہلے سے بڑھ کر خیال نہ کرے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم یہ بنیادی بات ہمیشہ اپنے اندر امتیازی شان کے ساتھ قائم رکھیں کہ جو نصیحت سنیں اس پر دلی شوق اور جذبہ سے عمل کرنا شروع کر دیں اور معاشرہ میں اس طرح کی ایک رَو پیدا ہو جائے کہ کانوں میں کہ چلو نیکی کریں، چلو نیکی کریں کی آواز پڑتے ہی نیکی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی دوڑ شروع ہو جائے۔ اگر آپ اس روح کی حفاظت کرتے چلے جائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس دنیا کو جنت بنانے والے صرف اور صرف احمدی ہوں گے اور ہماری جنت کے ذریعہ ہی دنیا کی جہنمیں تبدیل ہونگی، ہماری ہی وہ زمین ہوگی جو خدا تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق پھیلتی چلی جائے گی۔ یہی وہ جنت ہے جو تمام دنیا پر غالب آنے کے لائق ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی کو توفیق ملے گی کہ وہ اس جنت کو دنیا میں غالب کر دے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:۔

آج

ایک انتہائی دردناک واقعہ

ہوا ہے جس سے دل بہت ہی مضمحل ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل میں ایک گہرا زخم لگا ہے کیونکہ آج سلسلہ کا بہت ہی پیارا خادم اچانک ایک حادثہ میں ہم سے جدا ہو گیا۔ یعنی مولانا عبدالمالک خان صاحب جو ایک تبلیغی جہاد پر روانہ ہوئے تھے شیخوپورہ کے قریب ایک حادثہ میں شدید زخمی ہوئے اور جب ایک ہسپتال کی بدانتظامی سے تنگ آکر دوسرے ہسپتال میں منتقل کیا گیا اس دوران آپ وفات پا گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع ابھی جمعہ کے لئے آنے سے پہلے لاہور سے فون پر ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہمارا دل بے حد مغموم ہے کیونکہ سلسلہ کا ایک نہایت ہی فدائی خادم جو ہندوستان کے چوٹی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس نے اللہ تعالےٰ کی عزت کو قبول کیا اور دنیا کی عزت کو دھتکار دیا وہ ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کے آباء و اجداد کی سارے ہندوستان میں عزت کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے لیکن ان کے والد صاحب نے ان ساری عزتوں کو تج کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑا اور اللہ کی دی ہوئی عزت کو ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا۔

آپ نے ایک امیرانہ زندگی چھوڑ کر ایک فقیرانہ زندگی اختیار کی اور اپنے والد صاحب کے نقشِ قدم پر چل کر انہی صفات سے مزین ہوئے۔ ساری اولادیں میں سے

آپ کو یہ امتیازی مقام حاصل ہوا

کہ نہ صرف وقف کیا بلکہ وقف کے تقاضوں کو خوب نبھایا۔ گرمی اور سردی میں، صحت کی کمزوری میں خدمتِ دین کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

چنانچہ آپ پرسوں مجھ سے ملے اور اجازت لی کہ میں فلاں سفر پر جا رہا ہوں اسکے بعد فلاں جگہ ضرورت ہے وہاں جاؤنگا، پھر فلاں جگہ جاؤنگا۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ کی صحت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ پاؤں پر زخم اور شوگر کی تکلیف ہے، عمر کا بھی یہی تقاضا ہے کہ آپ اتنا بوجھ نہ لیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا حضور! بوجھ کیسا میں تو بہت خوش ہوتا ہوں اور میرا دل ان باتوں سے کھل اٹھتا ہے اس لئے مجھے اجازت دے دیں کہ میں دینی سفر پر رہا کروں۔ جتنا زیادہ میں سفر کرتا ہوں اتنا ہی میری طبیعت ہشاش بشاش ہوتی چلی جاتی ہے

اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس جذبہ کو قبول فرمایا اور اسی سفر کی حالت میں آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ غم کتنا بھی ہو ہم تب بھی اپنے اللہ کی رضا سے راضی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو گرنا تو انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نرم دل بنا دیا اور انسانیت سکھائی لیکن جزع فزع کی ہمیں اجازت نہیں، نہ ہی وہ ہماری سرشت میں داخل ہے، نہ مایوسی کا ہمیں سبق دیا گیا، نہ مایوسی ہم آشنا ہیں۔ قومیں زندہ رہتی ہیں اور افراد گزرتے چلے جاتے ہیں۔ اور زندہ قومیں قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں کرتیں کہ کون آیا اور کون گیا، بحیثیت قوم ان کی زندگی کا سفر ہمیشہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ بھی ایک زندہ قوم ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانے والوں کے جانے سے دکھ تو ضرور پہنچتا ہے لیکن مایوسی پیدا نہیں ہوتی بے امید ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر جانے والے مقابل پر سینکڑوں ہزاروں اس جیسے پیدا کر دیا کرے ایک عبد المالک کو بلائے تو جماعت کو ہزاروں لاکھوں عبد المالک عطا کر دیا کرے کیوں کہ دنیا کو مخلصانہ خدمت کرنے والوں کی بے حد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہمارا دامن خدمت کرنے والوں سے کبھی تہی نہ رکھے۔ اور دن بدن واقفین کی جماعت کی رونق میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے، روز بروز خدا کے فرشتے دلوں میں تحریک کریں کہ ایک کی جگہ خالی ہوئی ہے تم دس، بیس، سو اور ہزاروں آگے بڑھو اور لبیک کہہ کر اپنے آپ کو پیش کرو کہ ہم اس جگہ کو پُر کرنے کے لئے حاضر ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۶ ظہور/اگست۔ آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی ہدایت پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی اور خطبہ جمعہ دیا۔ مولانا موصوف کا خطبہ ٹھیک ایک بجے شروع ہو کر سوا ایک بجے ختم ہو گیا۔

مولانا موصوف نے سورۂ نور کی آیت

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ (نور: ۳۶)

کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں نورِ نبوت محمدی کو ایک چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے اور خلافت کو شیشے کے گلوب یا ریفلیکٹر سے جو نورِ نبوت کو انعکاس کے ذریعے زمانی اور مکانی طور پر طویل کر دیتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ اس آیت کے ولا شرقیہ ولا غربیہ کے حیرت انگیز الفاظ میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ خلافت کے ذریعہ نورِ نبوت دنیا کے مشرق اور مغرب پر محیط ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ نور حضرتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے سالِ گذشتہ مغرب کا دورہ فرمایا اور امسال حضور مشرقِ بعید کے دورے پر تشریف لے جا رہے ہیں اور آجکل کراچی میں مقیم ہیں۔ مولانا نے حضور کے دورہ کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی اور حضور کے بعض ارشادات پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں باہم محبت و پیار سے رہنے اور باجماعت نمازوں کی بالالتزام ادائیگی کے ارشادات شامل ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران مولانا نے حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کی اور نماز کے آخری سجدہ میں حضور کے دورہ کی کامیابی اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی۔

بقیہ:۔ خصوصی درخواستِ دعا صفحہ ۱ سے آگے

کیونکہ اکثر ادویات جو دردوں کو روکتی ہیں وہ معدہ پر بُرا اثر ڈالتی ہے حضرت بیگم صاحبہ کو کافی عرصہ سے بلڈ پریشر زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی تکلیف ہوتی ہے اور گو اسے کنٹرول کرنے کیلئے ادویات استعمال میں ہیں۔ لیکن اسکے باوجود کبھی کبھی بلڈ پریشر بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

آج صبح ایکسرے اور خون کے مختلف ٹیسٹ دوبارہ کئے گئے۔ ایکسرے کا نتیجہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تسلی بخش ہے لیکن کمزوری خون بدستور ہے اور کمزوری کا باعث بن رہی ہے۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر صلبی اولاد ہونے کی حیثیت سے شعائر اللہ میں سے ہیں احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت الحاح اور گریہ وزاری سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نہایت بابرکت وجود کو تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور انہیں کامل صحت اور لمبی عمر عطا کرے۔ خاکسار

(ڈاکٹر لطیف احمد قریشی۔ ربوہ)

ایک نہایت ضروری اعلان

جو دوست فضل عمر ہسپتال کیلئے امدادی رقوم مثلاً امداد نادار مریضاں و تعمیر ہسپتال یا کسی اور قسم کی امدادی رقم یا عطیہ بھجوانا چاہیں ان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسی جملہ رقوم (مع تفصیل) فضل عمر ہسپتال کی بجائے مکرم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی خدمت میں بھجوائی جائیں۔ تاکیدی گذارش ہے

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

الفضل کی قلمی معاونت آپکا اولین فرض ہے۔ (ایڈیٹر)

پبلک نوٹس

زیر قاعدہ ۴ پنجاب لوکل کونسلز (ٹیکسیشن) رولز ۱۹۸۰ء

ہر خاص و عام کی آگاہی کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے اپنا سالانہ بجٹ برائے سال ۱۹۸۳-۸۴ء منظور کرتے وقت درج ذیل نئے ٹیکس/فیس عائد کرنے کی تجویز بھی منظور کی تھی جس کا اختیارات اُسے زیر دفعہ ۱۳۶ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء حاصل ہیں ان ٹیکس/فیسوں کے نفاذ پر اگر کسی کو کوئی اعتراض/تجاویز پیش کرنی ہو تو وہ حسب ذیل پروگرام دفتر ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں مقررہ میعاد کے اندر اندر کریں بعد از اختتام میعاد کوئی اعتراض قابل قبول نہ ہوگا۔ یہ ٹیکس/فیس کمیٹی کی مالی حالت کمزور ہونے کے باعث عائد کر کے ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لئے عائد کئے جا رہے ہیں۔ ان ٹیکسوں/فیسوں کے نفاذ سے کوئی مخصوص طبقہ متاثر نہیں ہوگا۔ ٹیکس/فیس کی شرح درج ذیل ہے۔ ان ٹیکسوں/فیسوں کی تشخیص و وصولی حسب سابق عملہ بلدیہ ذریعہ کی جائے گی۔ ان ٹیکسوں/فیسوں سے تقریباً ۱۵,۰۰۰/- روپے سالانہ آمدن متوقع ہے جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ترقیاتی منصوبہ جات پر صرف کئے جائیں گے۔

شرح ٹیکس/فیس

۱۔ تہ بازاری فیس: (۱) کھوکھا : ۶۰/- روپے ماہوار
(۲) پھٹہ : ۳۰/- " "
(۳) ریڑھی : ۲۰/- " "

۲۔ ٹال ٹیکس: (۱) ٹرالی : ۲/- " فی پھیرا لدی ہوئی۔
(۲) گڈا ریڑھا : ۱/- " " " " "
(۳) سوزوکی پک اپ و ویگن } ۱/- " " " " "

۳۔ بکر منڈی: ۳ پرکیشن فیس قیمت فروخت بذریعہ منظوری بائی لاز

۴۔ بائی لاز بکر منڈی: اموات و پیدائش میں ترمیم بقول بائی لاز تہ بازاری بائی لاز

ٹیکس پروگرام

(۱) تجاویز/اعتراضات کی آخری تاریخ : ۲۰/۹/۸۳
(۲) تجاویز/اعتراضات کی سماعت : ۲۵/۹/۸۳
(۳) سب کمیٹی کی سفارش کی تاریخ : ۲۸/۹/۸۳
(۴) کمیٹی کا اجلاس خاص برائے غور و خوض و قطعی منظوری : ۱۰/۱۰/۸۳
(۵) تاریخ اشاعت نوٹیفیکیشن : ۱۲/۱۰/۸۳

المشتہر

قریشی محمد اقبال ہاشمی چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ ضلع جھنگ

I.P.L. 6963

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے منظور شدہ

شکور پارک

ہاؤسنگ سکیم ربوہ

* ہر نقص سے پاک
* حق شفعہ سے مبرا
* مکمل ضمانت
* فوری رجسٹری اور فوری قبضہ

ایک انتہائی نادر موقعہ سے جلد فائدہ اٹھائیں۔ پختہ سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں

شکور پارک :- جسمیں پختہ سڑکیں نالیاں، بجلی میٹھے پانی کی سپلائی، ٹیلیفون اور سوئی گیس بفضل تعالےٰ مہیا کی جائے گی۔

شکور پارک :- { بہترین موقعہ۔ ایک طرف محلہ دارالرحمت شرقی ب بلاک ۲۴ کی ۴۰ فٹ سڑک دوسری طرف محلہ نامرآباد اور مبارک کالونی چنیوٹ ساہی وال روڈ کے اندر بطرف ربوہ۔

رابطہ کیلئے :- پروپرائیٹر :- **حاجی عبدالسمیع** ۱۶/۲۵ باسط منزل محلہ دارالرحمت شرقی ب ربوہ

فون گھر ۴۱۶ فون دوکان ۶۱۴

قائم شدہ : ۱۹۱۱ء

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد، اسھڑا کی شکار دکھی عورتوں کے لئے

دواخانہ حکیم نظام جان

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون : ۷۳۹۹۷ پوسٹ بکس : ۲۲۲

ایجنسیز :
دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک ربوہ
جلیل دواخانہ، شیخوپورہ
محبوب یونانی دواخانہ مین بازار بھیرہ والا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے مجرب نسخہ جات

قادیان کا قدیمی مشہور تحفہ

سرمہ نور رجسٹرڈ

آنکھوں اور نظر کا محافظ

سرمہ نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی صفائی، خوبصورتی اور امراض کے لئے بہترین تحفہ

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ ٹرنک بازار سیالکوٹ

تبدیلی دوکان

احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہماری دوکان خالد پان شاپ رحمت بازار تبدیل ہو کر ریلوے لائن کی طرف چیپ سائیکل ورکس رحمت بازار کے ساتھ چلی گئی ہے

پروپرائیٹر

عبدالمنان خالد پان شاپ رحمت بازار ربوہ

جدید فیشن کے مطابق

سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ کیلئے

نیو پاک جیولرز

نمبر ۴۱۰۹۷۴، ۴۱۸۶۴۶

رہائش ۴۱۸۶۴۵

- ۱۱۱۔ فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور
- ۱۰۔ ارشاد مان کالونی لاہور
- ۱۲ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

پروپرائیٹر :- **میاں عظیم قادر اینڈ سنز**

انشاء اللہ تعالیٰ

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) میں ہر ماہ کی ۲ اور ۳ تاریخ کو

حکیم عبدالحمید اعوان حاضر ہونگے

محمود احمد **مینجر مشہور دواخانہ** اقصیٰ چوک ربوہ

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

ہیڈ آفس :- ۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور (گورنمنٹ کنٹریکٹر)

فیکٹری :-

گلوب انجینئرنگ کارپوریشن

رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ فیروزوالا لاہور پر تشریف لائیں

فون دفتر :- ۶۸۱۲۶ گھر :- ۶۲۹۳۰ فیکٹری :- ۷۱۰۳۵۳

احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

مجید ٹاؤن رہائشی منصوبہ

نزد مسجد اقصیٰ ربوہ

باقاعدہ منظور شدہ * ہر نقص سے پاک

چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ

فیکٹری ایریا ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد عورتوں کیلئے

مرض اسھڑا کی چڑیاں

شہزین

دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک ربوہ فون ۵۵۸

احمد موٹرز

فون نمبر ۴۰۴۴۵

آٹو موبائیل انجینئرز فون گھر ۴۵۱۴۳

- جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصاً اعلیٰ انتظام۔
- گاڑیوں کی اطمینان بخش
- اوورہالنگ - ڈینٹنگ
- پینٹنگ الیکٹرک - ویل بیلنسنگ
- ویل الائنمنٹ

کیلئے رجوع فرمائیں

عنایت بازار اوجسٹری کمپ مری روڈ **راولپنڈی**

آپ کو معلوم ہو کہ

ہمارے دواخانہ

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز

کا نام اب

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

زیر نگرانی حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان

ہو چکا ہے

خدمت کی راہوں پر رواں دواں : دیرینہ خادم

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون : ۷۴۸۴۴

بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون : ۶۳۸

۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ * چوک بیدیہ ضلع سیالکوٹ